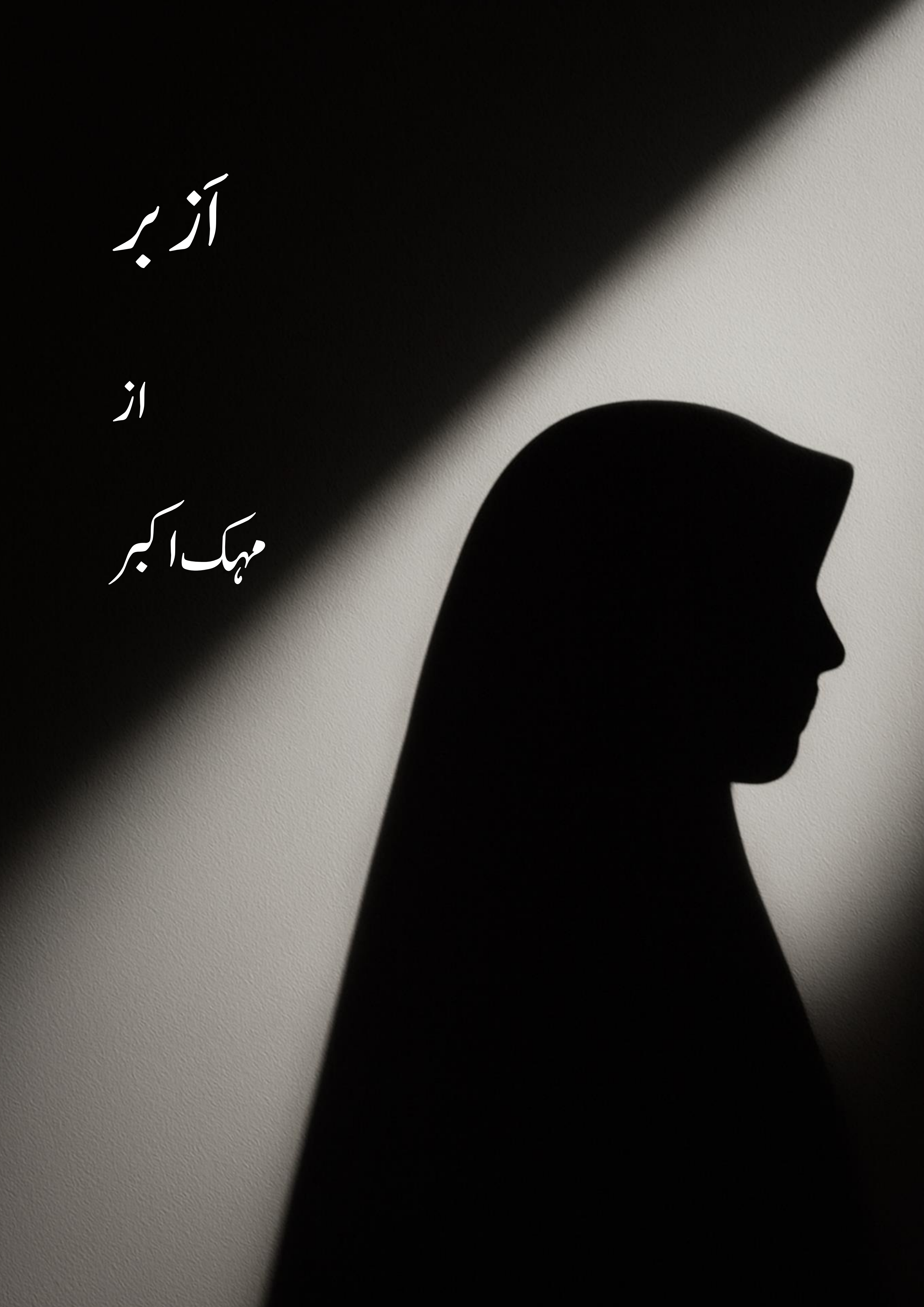


آزبر

از

مہک اکبر

آزبر

از

مہک اکبر

افسانہ:۔آزبر

مصنفہ:۔مہک اکبر

انتباہ۔۔۔!

انتساب!

میری پیاری

میم ریحانیہ ثروت کے نام

(اللہ پاک اُن کے درجات بلند کرے۔۔آمین)

اب تم مجھے یاد نہیں آتے

اب تم مجھے یاد ہو گئے ہو

--جون ایلیا

آزبر

"اللہ پاک، میرے پیارے اللہ پاک۔۔آپ رحمان ورحیم ہیں، مالک جو آپ کہہ دے تو کیا نہیں ہو سکتا۔۔"

وہ ہاتھ اُٹھائے، بغیر آواز مسلسل دعا کے الفاظ ادا کر رہی تھی۔

"اللہ سوہنے، وہ اتنی دعاؤں اور انتظار کے بعد آتا ہے، پل بھر کے لیے اور پھر چلا جاتا ہے، مجھے بے چین چھوڑ کر۔۔ایسے تو نہیں ہونا چاہیے نا۔" وہ جسے اپنے رَب سے مانگ رہی تھی، اُسی کا گلِا بھی کر رہی تھی۔

"اے ہر چیز پر قدرت رکھنے والے اس کے دل میں تھوڑا رحم ڈال دے۔۔۔۔میں تجھ سے تیرا ہی بندہ چاہتی ہوں۔۔ پلیز اللہ پاک، پلیز مجھے اُسے دیکھنا ہے، پلیز اُسے بھیج دیں۔۔پلیز۔۔۔"

اُس کے دعا کرنے کا یہی طریقہ تھا، وہ ہمیشہ ایسے ہی دعا کیا کرتی تھی جیسے ہم کسی اپنے سے، بہت مان سے کچھ مانگتے ہیں، وہ اپنے پروردگار سے ہمیشہ ایسے ہی مانگا کرتی تھی۔

وہ کبھی بھی اُمید کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتی کیونکہ انتظار کی آگ میں جلنے والے کو صرف اُمید کا مرہم ہی سکون دے سکتا ہے۔

دعا مانگتے ہوئے اب آنسو موتیوں کی صورت گالوں پر ٹپکنے لگے تھے۔ عصر کی نماز کا وقت قریب تھااور وہ ظہر کی نماز ادا کرنے سے اب تک جائے نماز پر بیٹھی انہی الفاظ میں یہی دعا دہرائے جارہی تھی۔ کبھی وہ خاموشی سے دعا کرنے لگتی، کبھی نم آنکھوں سے اور کبھی اس کی آنکھوں میں طوفان اٹھنے لگتا جسے وہ اپنی ہچکیوں سے روکنے کی ناکام کوشش کرتی۔ لیکن دعا جاری تھی، یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے اُسے آج ہی اپنی دعا کے پورے ہو جانے کا کامل یقین ہو، یوں جیسے وہ ضد کر کے اپنے اللہ سے اپنی بات منوا لے گی، جیسے یہ اس کی زندگی کا سوال ہو۔۔۔۔ کبھی کبھی صرف ایک شخص کا چہرہ زندگی کا سوال بن جاتا ہے اور اُسے دیکھنا زندگی مل جانے کے مترادف ہی ہوا کرتا ہے۔

"اللہ پاک آپ نہ سنیں گے تو میری فریاد اور کون سنے گا۔۔۔۔۔ پلیز اللہ پاک۔۔"

اِس وقت اُس کی ہچکیاں اور دعا، دونوں ہی جاری تھیں۔

پریشر کُکر کی سیٹی کی آواز پر آگ بند کرنے اور کُکر سے سٹی ہٹانے کے بعد اب وہ پھر سے سلاد کاٹنے میں مصروف تھی جب اماں کچن میں داخل ہوئیں۔

"اماں جی، کوئی کام سی۔۔؟آواز مارتی میں آجاندی۔۔۔طبیعت تے ٹھیک اے نا؟"

"ہاں ہاں نوشہ۔۔میری طبیعت ٹھیک ہے، بس پانی لینے آئی تھی دوا کا وقت ہو رہا ہے۔۔تم بتاؤ، کھانا تیار ہو گیا؟"

"جی جی ا،ماں جی، بس ہون والا سی۔۔دال چاول بنائے نے، تے نال سلاد بنا رہی سی تُو سانوں بہت پسند نا، دال چاول دے نال سلاد، تے اچار۔۔" پچھلے چار سالوں سے گھر کا کام سنبھالنے کے ساتھ ساتھ اب نوشہ سب کی پسند ناپسند سے بھی خوب واقف ہو چکی تھی۔

"ہاہاہا۔۔ہاں۔۔بہت پسند ہے اور عمار کے ابّا کو بھی اللہ جنت دے، بہت پسند تھا۔"

بات کرتے ہوئے اماں کے چہرے کی مسکراہٹ پہلے پھیکی پڑی اور پھر یکایک اُداسی میں بدل گئی۔

"نوشہ؟"

"جی اماں جی؟"

"عبیر کہاں ہے؟کافی دیر ہوئی اسے دیکھا نہیں۔۔"

"وہ بی بی جی تے کمرے میں گئی سی نماز پڑھنے واسطے۔"

نماز؟ لیکن اس وقت کون سی نماز کا وقت ہے؟" کچن کی وال کلاک پر نظر ڈالتے ہوئے اماں نے جیسے خود کلامی کی تھی۔

"چلو تم ایسا کرو کھانا تیار کر کے مجھے بتانا میں عبیر کے ساتھ ہی کھاؤں گی تب تک میں ذرا دوا لے لوں۔" اماں پھر سے نوشہ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی۔

"جی اچھا، اماں جی۔"

اماں کے کچن سے جانے کے بعد نوشہ کا دھیان پھر سے مکمل کام کی طرف لگ گیا تھا اور اب وہ پہلے سے زیادہ تیزی سے ہاتھ چلانے لگی تھی۔

"کو کو کون ن ن ن۔۔۔۔؟؟؟؟؟؟" دروازے کی گھنٹی بجنے پر نوشہ نے کچن میں کھڑے رہ کر ہی بلند آواز لگائی تھی۔

"اُف۔۔۔ کتنی بار سمجھایا ہے نوشہ کہ جب دروازے پر گھنٹی بجے تو ایسے ہی دور سے مت پوچھا کرو، پتہ نہیں تم کب سدھرو گی" کمرے سے نکل کر آتیں، بولتے بولتے

اب اماں دروازے تک پہنچ گئی تھی۔۔ حسبِ عادت انہوں نے بغیر پوچھے ہی دروازہ کھول دیا تھا اور دروازہ کھولتے ہی ان کا چہرہ یوں کھل گیا تھا جیسے صبح کی کرن سے کھلتا گلاب۔

"ارے۔۔ سائقہ میرا بچہ، میری جان۔۔۔۔"

"السلام علیکم آپا" سائقہ نے گلے لگتے ہوئے سلام کیا۔

"وعلیکم السلام، جیتی رہو۔۔۔"

"کیسی ہیں آپ آپا؟ طبیعت کیسی ہے؟"

"میں ٹھیک ہوں، شکر ہے اُس پروردگار کا، آؤ اندر آؤ نا۔۔۔"

"ہاں تو کیسی ہو، سب خیریت ہے؟ اور یہ کیا، اکیلی آئی ہو۔۔۔۔؟"

ٹی وی لاؤنج میں صوفے پر بیٹھتے ہوئے اماں نے اپنی اک لوتی چھوٹی بہن سے پوچھا تھا۔

"جی، مجتبیٰ بھی ساتھ آیا ہے، بس اسے باہر کوئی دوست مل گیا تو اُس کے ساتھ ہی رُک گیا۔" سائقہ نے اپنے ازلی اطمینان کے ساتھ جواب دیا۔

"اچھا اچھا، چلو ابھی آجائے گا۔۔۔ اور بتاؤ سب خیریت ہے نا؟"

"جی اللہ کا کرم، آپ کی دعائیں۔۔آپا عبیر نظر نہیں آرہی، کہاں ہے وہ؟"

"اپنے کمرے میں ہے، شاید آرام کر رہی ہو گی۔۔میں دیکھتی ہوں۔"

"ارے نہیں نہیں، آپ نہ جائیں اور اُسے بھی آرام کرنے دیں، خود ہی آجائے گی۔"

سائقہ نے بہن کے صوفے کے ساتھ سہارا لیتے ہاتھ پر اپنی کلائی رکھتے ہوئے روکا۔

"ویسے طبیعت کیسی ہے اس کی، ٹھیک ہے نا؟"

"ہاں شکر ہے اُس مالک کا، بڑا کرم ہے، بہتر ہے اب۔۔"

"شکر ہے پروردگار کا۔۔"سائقہ نے بھی شکر ادا کیا۔

دروازے پر مہمان کی آواز سنتے ہی گھر کے اصولوں اور ہدایات کے مطابق نوشہ نے چائے چڑھا دی تھی، جو اَب تیار تھی۔ چند ایک لوازمات کے ساتھ چائے ٹرے میں سجائے وہ ٹی وی لانچ میں لے آئی، سلام کرنے اور چائے کے کپ وہاں موجود افراد کے سامنے رکھنے کے بعد پھر سے کچن میں چلی آئی اور اب وہ فٹافٹ والی ہانڈی کی تیاری میں لگ گئی تھی جو اچانک مہمان آجانے پر تقریباً ہر گھر میں ہی فٹافٹ بنائی جاتی ہے۔

"یہ مجتبٰی کہاں رہ گیا؟" چائے کا خالی کپ میز پر رکھتے ہوئے اماں کو اپنے بھانجے کا خیال آیا۔

"پتہ نہیں، کہاں رہ گیا، پھر اپنے دوست کے کسی کام سے اس کے ساتھ ہی چلا گیا ہوگا۔۔ ایک منٹ میں اسے فون کرتی ہوں۔۔"

"کیوں بچے کو تنگ کرتی ہو، آجائے گا تھوڑی دیر تک اور تم تو واقف ہونا اس کی عادت سے۔۔۔۔۔۔"

"جی آپا پر دیکھیں کتنا وقت ہو گیا۔۔ دیر ہو رہی ہے۔۔ اصل میں۔۔۔ میں سوچ رہی تھی کہ۔۔۔۔" سائقہ نے ذرا سے توقف کے بعد گہری سانس لیتے ہوئے بات جاری کی۔۔

"اصل میں میرا دل چاہ رہا تھا کہ آپ کے ساتھ قبرستان جا کے دعا کر لوں کافی عرصہ ہو گیا میں جا نہیں سکی، مجتبٰی تو جاتا رہتا ہے ویسے، پر کچھ دنوں سے میری طبیعت بوجھل سی ہے تو سوچا کہ۔۔۔۔۔۔۔۔"

"بہت اچھا کیا جو یہاں چلی آئی آج صبح سے میری بھی طبیعت عجیب سی ہو رہی ہے، اچھا ہے، میں تم لوگوں کے ساتھ چلی چلوں گی۔۔۔۔"

اماں نے بہن کی بات مکمل ہونے سے قبل ہی اپنی شروع کردی تھی جیساوہ اکثر ہر ایک اپنے اور قریبی کے ساتھ کیا کرتیں۔

"اپنوں کے چلے جانے کے بعد اُن کے لیے دعائے مغفرت کرنے سے ہی دل کو سکون ملتا ہے۔"

"جی بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ آپا۔۔۔"

"اچھا آؤ، جب تک مجتبٰی نہ آجائے ہم میرے کمرے میں بیٹھتے ہیں اصل میں آج کل یہ گھٹنوں کی تکلیف پھر کچھ زیادہ ہو رہی ہے اور میرے لیے صوفے پر بیٹھنا آسان نہیں۔۔۔۔" ہاتھ داہنے گھٹنے پر رکھے صوفے سے اٹھتے ہوئے اماں نے اپنی تکلیف سنائی تھی۔

"آپا آپ کسی اور ڈاکٹر کو دکھائیں دوا بدلے گی تو شاید کچھ آرام ہو۔۔۔" سائقہ مشورہ دیتے ہوئے، فرمانبرداری سے بہن کے پیچھے ہولی۔

"نوشہ کافی دیر ہو گئی ذرا عبیر کو تو بُلا لاؤ۔۔۔۔"

کمرے میں جاتے ہوئے اماں نے بلند آواز سے کچن میں کام کرتی نوشہ سے کہا تھا۔

ٹنگ ٹانگ۔۔۔۔۔۔۔ (دروازے کی دستک)

دروازے کی آواز پر عبیر کے کمرے کی طرف سے آتی نوشہ باہر کے دروازے کی طرف ہولی، قدم تیزی سے بڑھاتے اِس بار اُس نے بغیر پوچھے ہی دروازہ کھول دیا تھا کیونکہ پہلے والے مہمان کو دیکھتے اسے اندازہ تھا کہ اب باہر کون ہو گا، دروازہ کھلتے ہی سامنے نظر آنے والے ڈیشنگ انسان سے وہ واقف تھی، اس لیے اُس نے سلام کرتے ہی پیچھے ہٹتے ہوئے آنے والے کا راستہ صاف کیا تھا، جو بہت نرمی سے سلام کا جواب دیتا اندر داخل ہو گیا۔

سورج دن بھر کی تھکاوٹ سے چور، واپسی کے سفر کے لیے اپنی کِرنے سمیٹنے میں مصروف تھا، کچھ ہی دیر میں اندھیرا ہونے کو تھا مگر کمرے کی چار دیواری باہر کے موسم، وقت اور روشنی سے بے خبر معلوم ہوتیں تھیں۔ یہاں شام سے پہلے ہی رات کا سماں تھا شاید یہ کھڑکیوں پہ پڑے موٹے سیاہ پردوں کی وجہ سے تھا، یا شاید یہ کمرہ کسی کے دل کی آئینہ داری کر رہا تھا۔

دروازہ کھلنے کی آواز، اور اس آواز پر نہ اُس نے آنکھیں کھولیں، نہ سر اُٹھایا اور نہ ہی وہ پلٹی تھی۔

گالباًن اماں ہوں گی جو اسے دیکھنے آئی ہوں گی، یا شاید نوشہ باجی جو اماں کے کہنے پر بُلانے آئی ہوں گی یا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"عبیر؟؟؟"

وہ اپنے خیالوں میں گم تھی جب کچھ ہی پل کی تاخیر سے اُس نے ایک تیسری آواز میں اپنا نام سنا۔۔

وہ آواز جسے سننے کے لیے وہ کب سے جائے نماز پر بیٹھی تھی اور روز بیٹھتی تھی، جسے سن کر اس کی اُداس آنکھوں میں دھنک کے رنگ اُتر آتے، جسے سننے کو وہ ہر پل بے قرار رہتی، وہ آواز جو ہمیشہ اُسے راحت ہی دیا کرتی تھی، جو وہ لاکھوں کروڑوں لوگوں کی بھیڑ میں بھی پہچان جائے اور وہ آواز جو اُس کا دل دھڑکانے کو کافی تھی۔۔۔۔

وہ مُڑے بنا، یک ٹک سامنی دیوار کو تک رہی تھی جیسے پریشان ہو۔۔۔۔ کیا یہ حقیقت ہے یا کوئی حسین خواب؟؟؟

"عبیر۔۔؟؟؟؟؟؟"

اب کی بار نام دہرائے جانے پر اس نے بجلی کی سی رفتار سے مُڑ کر پیچھے دیکھا تھا۔۔

کہیں حقیقت ہوئی اور وہ روٹھ کر لوٹ گیا تُو۔۔۔۔اور۔۔۔اگر حسین خواب ہوا اور اُسے دیکھے قبل ہی ٹوٹ گیا تُو۔۔۔۔

سامنے موجود شخص اپنے چہرے پر مسکراہٹ سجائے اس کے مُڑنے کا منتظر تھا، مسکراہٹ اتنی تھی کہ دانتوں کی سفیدی ہلکی سی نمایاں تھی۔

اور اُس اِک چہرے کو دیکھنے کے بعد کمرے کا اندھیرا روشنی میں تبدیل ہوتا کسی کے دل کی اُداسی کو اُڑا لے گیا تھا۔ باہر سورج کِرنے سمیٹنے اور اندھیرے بکھیرنے کی تیاری میں تھا مگر اندر کی چار دیواری اب سورج کی کِرنوں کی بھی محتاج نہ تھیں۔

"کیسی ہیں آپ محترمہ؟؟"

عبیر کے تیز سانس کے ساتھ ٹکٹکی باندھے، دیکھے جانے پر اس نے پوچھا۔۔

"میں ٹھیک۔۔۔۔۔آپ۔۔۔۔"عبیر نے تیز دھڑکنوں کے ساتھ کچھ پوچھنا چاہا تھا مگر بات مکمل نہ کر سکی۔

"جب بھی میں آتا ہوں، آپ جائے نماز پر ہی ہوتی ہیں، ایسا بھی کیا ہے جو ہر وقت مانگتی رہتی ہیں میڈم؟"

"آپ صرف آتے ہی تب ہیں، جب میں جائے نماز پر ہوتی ہوں۔۔۔"

نم آنکھوں سے مسکراتے اور اپنے حواس بحال کرتے ہوئے عبیر نے جواب دیا۔

"اچھا جی۔۔۔۔۔اور یہ کیسا جواب ہوا؟" جائے نماز سے تھوڑا فاصلے پر، کالین پر بیٹھتے ہوئے اس نے کہا۔

"ارے۔۔۔۔۔آپ یہاں نہ بیٹھیں اوپر۔۔۔۔۔۔"

"اِٹس اوکے، ائی ایم فائن ہیر۔۔۔۔ہاں تو مجھے یہ بتاؤ کہ تم ہر وقت مجھے اتنا یاد کیوں کرتی رہتی ہو، اور کوئی کام نہیں ہے کیا؟؟" آج شاید وہ شرارت کے موڈ میں تھا۔

"میں تو نہیں کرتی آپ کو یاد۔۔"

"اچھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔واقعی؟"

"جی، میں آپ کو یاد نہیں کرتی نہ ہی مجھے کوئی ضرورت ہے۔۔"

کچھ لمحے ٹھہرنے کے بعد اس نے پھر بولنا شروع کیا، "کیونکہ آپ تو مجھے یاد ہو چکے ہیں اور جو انسان سرتاپا یاد ہو جائے اُسے بھلا کیسے یاد کیا جا سکتا ہے؟"

"ویسے آپ کب آئے؟" پہلی بات کا کوئی جواب نہ ملنے پر کچھ پل بعد اُس نے پوچھا۔

"بس ابھی، کچھ دیر پہلے۔۔۔۔"

"اماں سے ملے؟؟"

"میں تُو تم سے ملنے آیا ہوں۔۔"

"آں ہاں۔۔۔۔۔پر اماں سے بھی تو۔۔۔۔۔"

"مل لوں گا اماں سے بھی جناب۔۔۔۔۔۔"عبیر کی آنکھوں میں دیکھتے اُس نے نرمی سے جواب دیا۔"پہلے اُس سے تو مل لوں جسے میں یاد ہو چکا ہوں، جو ہر وقت اللہ سے میرے گلے کرتی رہتی ہے اور ہاں، دعاؤں میں مجھے مانگتی بھی رہتی ہے۔۔"

"آہ، خوش فہمی آپ کی ۔۔۔"

"ہاہاہاہا۔۔۔"کتنی پیاری ہے یہ ہنسی جو یہ ہنستا ہے، عبیر نے اُسے ہنستا دیکھ بے اختیار سوچا۔

"آپ کی چوٹ کیسی ہے اب؟"اس نے بات پھر شروع کی۔۔

"کون سی چوٹ؟؟؟"

"یہ۔۔۔"داہنے ہاتھ کی شہادت کی اُنگلی سے پیشانی کی طرف اشارہ کرتے چوٹ زدہ انسان کو یاد دلانے کی کوشش کی تھی کہ اس کی کس چوٹ کا ذکر ہو رہا ہے۔

"اچھا، یہ۔۔۔؟؟"اشارہ کرتے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیتے اٹھی انگلی کو اپنے چار ماہ پرانے زخم کے نشان پر رکھتے ہوئے اس نے پھر شرارت کی تھی۔

"عمار۔۔۔۔۔۔۔۔آپ نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔" برق رفتاری سے عبیر نے اپنا ہاتھ چھڑالیا تھا۔۔۔۔۔۔ جس پر وہ پورے دل سے کھلکھلا کر ہنس دیا، مانو جیسے کوئی بڑا مقصد پورا کیا ہو۔

"فار گاڈ سیک عبیر۔۔اب تو اتنا وقت ہو چکا میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔"

"م م م م م۔۔۔۔۔ صحیح"

"ایک بات کہوں آپ سے ؟"عبیر نے تیز دھڑکتے دل کے ساتھ اجازت چاہی۔

"جی فرمائیں"

"میرا دل بہت گھبراتا ہے آپ کے بغیر، بہت بے چینی رہتی ہے کیا ایسا ممکن نہیں کہ میں آپ کے ساتھ چلوں، آپ کے ساتھ ہی رہوں، پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے سب کو ،اماں بھی بدل سی گئی ہیں، عجیب عجیب باتیں کرتیں ہیں۔۔ کہتی ہیں کہ۔۔۔"

"عبیر، میں تمہیں ابھی اپنے ساتھ نہیں لے کر جا سکتا، تمہیں یہاں ہی رہنا ہو گا اماں کے پاس، انہیں تمہاری ضرورت ہے اور میں آ بھی تو جاتا ہوں نہ تم سے ملنے۔"عبیر کی بات نرمی سے کاٹتے ہوئے اُس نے کہا، بولتے ہوئے چہرے پر مایوسی یوں اُتر آئی تھی جیسے سردیوں کی دوپہر سورج سے چھ خانی کرتا کوئی نٹ کھٹ بادل۔۔۔

عمار اب اُٹھ کر سامنے کھڑکی کی طرف چل دیا۔۔۔ کھڑکی سے تھوڑا سا پردہ ہٹا کر اس نے دن کی آخری کرنوں کو اندر آنے کی دعوت دی۔

"یہ پردے ہٹایا کرو روشنی اچھی ہوتی ہے۔۔۔" جیسے چند لمحے پہلے وہ روشنی کے فوائد پر بات کر رہے ہوں۔

اس کمرے میں جائے نماز پر سیاہ چادر اُوڑھے بیٹھی لڑکی سامنے نظر آنے والے شخص سے بہت کچھ کہنا چاہتی تھی، بہت گلے کرنا چاہتی تھی کہ اگر وہ واقعی محبت کرتا ہے تو ساتھ کیوں نہیں لے جاتا اسے یا پاس کیوں نہیں رہتا۔۔۔ مگر شاید ابھی وہ اِس جان سے عزیز شخص سے بحث بھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ کھڑکی کے پاس کھڑا چھ فٹ کا یہ انسان صرف ایک انسان نہیں تھا وہ اس کا سکون، اس کی زندگی تھا، جو اسے کچھ پل کے لیے ملی تھی۔۔۔۔۔

"اور اماں جو بھی کہیں خاموشی سے سن لیا کرو، ہر بار ہر بات کا جواب دینا ضروری تو نہیں ہوتا کبھی کبھی خاموشی ہی بہترین جواب ہوتی ہے۔ سمجھیں محترمہ۔۔۔" اس نے عبیر کی طرف دیکھتے ہوئے بولنا پھر سے شروع کیا۔ اُس کا بولنا اور یوں سمجھانا ، کتنا پیارا تھا۔

جی، ہاں، ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔وہ کچھ بھی نہیں کہنا چاہتی تھی،اور اس نے کچھ بھی نہیں کہا۔۔وہ بس یوں ہی اسے دیکھتی رہنا چاہتی تھی، بس یوں ہی۔۔۔ہمیشہ ہمیشہ!!

"اماں جی کھانا تیار اے۔۔۔۔"نوشہ نے اماں کے کمرے میں آکر ان کو بتایا۔

"ٹھیک ہے کھانا لگادو اور تم بھی کھالو۔۔اچھا نوشہ سنو، تم نے عبیر کو بلایا تھا ابھی تک آئی نہیں پتہ نہیں کیا کرتی ہے یہ لڑکی۔۔۔"

"جی وہ۔۔۔۔۔میں گئی سی۔۔۔۔پر بی بی جی تسبیح پڑھ رہے سی تے میں مور آسی واپس۔۔۔"

اماں کے کہنے کے باوجود کمرے میں جاکر عبیر کو نہ بلانے پر شرمندہ ہوتی نوشہ نے سر جھکالیا۔

"اُف، حد ہی ہے۔۔۔۔۔۔۔"اماں نے بیڈ سے اٹھتے ہوئے کہا تھا

"میں جی ہون بلالاتی۔۔۔۔۔"

"رہنے دو کوئی بات نہیں،اب میں خود ہی جاتی ہوں۔۔ "

"آپا، میں بھی آپ کے ساتھ چلتی ہوں۔۔۔۔۔"سائقہ بھی بہن کے ساتھ اُٹھ کھڑی ہوئی۔

"صبح سے ناشتہ کیا ہے نہ جانے پھر کچھ کھایا بھی ہے یا نہیں اس لڑکی نے، کوئی کھانے پینے کی ہوش نہیں رکھتی۔۔۔۔"زینے چڑھتے اماں نے فکر مندی سے کہا تھا۔

"ویسے آپا میرا تو بہت دل ہے کہ عبیر کو اپنے پاس لے جاؤں مگر۔۔۔۔"

"نہیں، ابھی نہیں سائقہ۔۔ تم اچھے سے جانتی ہو کچھ دن مزید رُکو۔۔۔"

"جی اسی لیے میں نے کچھ کہا نہیں۔ ویسے اب ٹھیک تو ہیں نا اس کی طبیعت؟ جب سے میں آئی ہوں وہ کمرے سے نکلی تک نہیں۔ اللہ خیر کرے۔۔"کمرے کے نزدیک پہنچتے سائقہ نے فکر مندی سے پوچھا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔۔۔ طبیعت تو ٹھیک ہے۔۔۔۔بس۔۔۔۔۔۔"ادکھلے دروازے سے اندر عبیر کو جھانکتے ہوئے اماں نے جواب دیا تھا۔۔"بس۔۔۔چُپ چُپ سی رہتی ہے اور۔۔۔۔ گھنٹوں جائے نماز پر بیٹھی خلا میں گھورتی رہتی ہے۔۔۔۔"

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

عمار کی آنکھوں میں گم اسے اپنے کندھے پر اماں کا ہاتھ تک محسوس نہ ہوا تھا۔

"عبیر، میرا بچہ؟"

یہ تیسری آواز تھی جو اماں نے اُسے دی تھی اور اِس بار اُسنے چونک کر دیکھا تھا۔۔

"ارے اماں آپ۔۔۔۔۔"

"کہاں کھویا ہوا ہے میرا بچہ؟"

"وہ میں۔۔۔۔امی۔۔۔۔؟" ساتھ کھڑی سائقہ پر نظر پڑتے ہی عبیر گلے لگی

"امی آپ کب آئیں؟"

"ہمیں تو کافی دیر ہو گئی ہے، تمہارا انتظار کرتے رہے، پھر قبرستان جانا تھا تو وہاں چلے گئے ابھی آئے تو تم ابھی بھی کمرے میں ہی ہو۔۔۔ کوئی لفٹ نہیں بھئی۔۔" بیٹی کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرتے سائقہ نے ایک ہی سانس میں سب بتا دیا تھا۔

"مجتبیٰ بھی آیا ہے۔۔۔۔ تمہارا کتنی بار پوچھ چکا ہے۔۔۔۔۔" اماں نے اضافہ کیا۔

"آہاں۔۔۔۔۔ مجتبیٰ بھائی بھی آئے ہیں آج۔۔۔۔" عبیر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں۔۔۔ ہم اسی کے ساتھ گئے تھے۔۔۔"

کچھ یاد آتے ہی عبیر نے کھڑکی کی جانب اشارہ کرتے، اماں کو بتانا چاہا۔۔۔

"اماں۔۔۔۔۔عمار۔۔۔۔۔ بھی۔۔۔۔۔"

"اوہ میرا بچہ۔۔۔۔۔عمار بہت خوش قسمت ہے کہ اسے تم جیسی شریک حیات ملی بس کچھ دن ہی کی تو بات ہے پھر میں تمہیں عمار سے ملوانے لے چلوں گی، اس کی قبر پر۔۔۔۔۔" آخری الفاظ پر اماں کی آواز بڑا گئی تھی۔

"قبر پر۔۔۔۔۔ عمار کی۔۔۔۔ قبر پر۔۔۔۔" عبیر کو اُس وقت اپنی آواز بھی غیر سی لگی تھی، اس کی مسکراہٹ پہلے ہلکی اور پھر غائب ہو گئی۔

"ہاں۔۔۔ عبیر میری جان چار ماہ تو گزر چکے، عدت میں کچھ ہی دن باقی ہیں پھر تم کچھ دن کے لیے میرے ساتھ چلنا، ٹھیک ہے۔۔۔۔" سائقہ آنسو پونچھتی بیٹی کے خیالات سے ناواقف بول رہی تھی۔

"عدت۔۔۔۔۔۔۔۔قبر۔۔۔۔۔۔مگر۔۔۔۔۔۔۔عمار تو۔۔۔۔۔۔"

عبیر نے فوراً کھڑکی کی جانب دیکھا تھا جہاں سورج کے ڈوب جانے کے باوجود ایک روشن چہرہ اُسے مسکراتا نظر آرہا تھا۔۔ مگر۔۔۔۔۔۔ پھر اماں کیا کہہ رہی ہیں۔۔۔اور کیوں ہمیشہ ایسا کہتی رہتی ہیں۔۔ کیوں اس کی بات نہیں سنتی۔۔۔۔۔۔ کیوں نہیں

سمجھتی۔۔۔۔ عبیر نے اماں کو جواب دینے کے لیے منہ کھولنا چاہا مگر اُس روشن چہرے کو نفی میں سر ہلتا دیکھ خاموش رہی۔ وہ اماں کو روکنا چاہتی تھی کہ ایسا نہ بولیں، اماں کے ان الفاظ سے وہ اچھے سے واقف تھی، جب بھی اماں اُسے کچھ ایسا کہتی وہ خوب غصہ کرتی اور پھر روتی۔۔ مگر۔۔اب کی بار کچھ کہنے سے پہلے اس کے ذہن میں کچھ دیر پہلے عمار کے کہے گئے الفاظ آئے تھے "اماں جو بھی کہیں خاموشی سے سن لیا کرو، ہر بار ہر بات کا جواب دینا ضروری تو نہیں ہوتا کبھی کبھی خاموشی ہی بہترین جواب ہوتی ہے۔" سو اس بار اُس نے خاموشی اختیار کرتے ہوئے عمار کی آنکھوں میں کھوئے رہنے کا فیصلہ کیا۔۔ جن میں صرف پیار تھا، وہ مہربان اور پیار بھری روشن چمکتی آنکھیں۔۔۔

میں تکتا رہا دیر تک جس شخص کو بہت مان سے
عین ممکن ہے وہ محض تخیلات کا اِک ٹکڑا ہو

(ختم شد)

قارئین کے لئے نوٹ

سب تعریفیں اللہ کے لیے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

میرے پیارے قارئین! میں آپ سب کی تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ آپ نے اپنی زندگی کی بہت قیمتی چیز یعنی اپنا وقت میری تحریر کو دیا۔ میری نادانی یا ناتجربہ کاری کے باعث آپ کو اس تحریر میں جو بھی غلطیاں اور کوتاہیاں نظر آئیں، آپ سے گزارش ہے کہ انہیں معافی کے ساتھ نظر انداز کریں۔

لکھنا میرا شوق ہے اور **اَزبر** میری پہلی تحریر ہے، میرے شوق کی جانب میرا پہلا قدم ہے، لڑکھڑاتا، ڈگمگاتا، پہلا قدم۔ مجھے بے حد خوشی ہے کہ آپ میرے شوق کے سفر میں میرے ساتھی بنے۔

اس جہانِ فانی میں اور ہم سب کی زندگی میں کچھ بہت خاص لوگ ہوتے ہیں اور اِن خاص لوگوں میں بھی چند ایسے ہوتے ہیں جنہیں ہم اپنی روح کی انتہا تک محسوس کرنے لگتے ہیں۔ بہت کم مگر کبھی کبھی ایسا بھی ہونے لگتا ہے کہ ان کی موجودگی اس وقت بھی ہمارے ارد گرد گردش کرتی رہتی ہے جب وہ حقیقتاً موجود نہ ہوں۔ اور پھر ایسا وقت بھی آتا ہے کہ ہم انہیں ایک پل کے لیے بھی خود سے جُدا نہیں کر پاتے کیونکہ وہ ہمیں سر تا پا یاد ہو چکے ہوتے ہیں، وہ اتنے قریب آ چکے ہوتے ہیں کہ دنیا تو کیا ہمیں خود بھی علم نہیں ہوتا۔ ہم اُنہیں سنتے ہیں، دیکھتے ہیں حتیٰ کہ محسوس بھی کرتے ہیں اور اس غیر یقینی کیفیت میں اپنا سکون تلاش کرنے لگتے ہیں۔ جہاں سائیکالوجی میں اس کیفیت کو ہیلوسینیشن کہا جاتا ہے، اردو ادب میں یہ "اَزبر" کہلاتا ہے۔

اَزبر یعنی زبانی یاد ہو جانا، حفظ ہو جانا۔

میری زندگی میں بہت خاص لوگ گنتی میں زیادہ تو نہیں ہیں، مگر بہر حال موجود ہیں اور ان بہت خاص لوگوں میں سے ایک میری پیاری میم ریحانیہ ثروت ہیں، جنہوں نے مجھے بے لوث محبت دی، اُن کا نام اپنی پہلی تحریر کے انتساب میں لکھنا میرے لیے باعثِ فخر ہے۔ان کی شفقت بھری آنکھیں اور مہربان لہجہ مجھے آخری سانس تک یاد رہے گا، انشاءاللہ۔۔۔اللہ تعالیٰ میم کو اجر عظیم دے اور اُن کے درجات کو بلند کرے، آمین۔

میرا ماننا ہے کہ کچھ لوگوں سے ہمارا احساس اور روح کا ایسا تعلق بن جاتا ہے جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتا، چاہے وہ بظاہر ہمارے پاس موجود ہوں یا نہ ہوں، چاہیے جدائی موت کی صورت میں ہو یا کسی اور صورت میں، ایسے لوگ ازبر ہو جایا کرتے ہیں، اسی لیے میں نے اپنی تحریر کے لیے اس عنوان کو چُنا، یقین جانے میں اس پر بہت کچھ لکھنا چاہتی تھی لیکن جب میں لکھنے بیٹھی تو فوراً مجھے احساس ہو گیا کہ لکھنے کا عمل بالکل بھی آسان نہیں یہی وجہ ہے کہ اس تحریر کو مکمل کرنے میں مجھے تقریباً دو ماہ لگ گئے (دسمبر ۲۰۲۳ تا جنوری ۲۰۲۴) اور اِن دو ماہ میں ہر روز میں یہ سوچتی تھی کہ اس کو مکمل کروں یا نہیں۔۔ لیکن میرے اندر موجود فِکشن پڑھنے اور لکھنے کی شوقین لڑکی کے مجبور کرنے پر میں نے اس تحریر کو مکمل کیا اور آج آپ کے سامنے پیش کرنے میں کامیاب ہو ہی گئی ہوں۔

میں اس سفر میں میرا ساتھ دینے والے ہر عزیز انسان کی شکر گزار ہوں، میرے وہ پیارے جنہوں نے نہ صرف میرا ابتدائی ڈرافٹ پڑھا بلکہ میری بہت حوصلہ افزائی بھی کی۔ میں آپ پڑھنے والوں کا، اس افسانے کو محبت دینے والوں کا، اس پر مثبت تبصرے کرنے والوں کا اور اسے آپ کے سامنے پیش کرنے میں میری مدد کرنے والوں کا بے انتہا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ آخر میں، میں اُس (اپنے اندر موجود) فِکشن کی شوقین اور باحوصلہ لڑکی کی بھی تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔

میری اللہ تعالیٰ سے یہی دعا ہے کہ میں جب بھی کچھ لکھوں کسی مقصد کے تحت لکھوں، میری تحریریں بے مقصد نہ ہوں۔ آپ سب کے ساتھ اور دعاؤں کی طلبگار رہوں گی۔

جزاک اللہ و خیرا۔

والسلام

مہک اکبر

"کہیں صحیح اور غلط کے پرے ایک باغ ہے، میں تم سے وہاں ملوں گا"

-مولانا جلال الدین محمد رومی